از عدالت عظمیٰ

27 اگست
1959

گوہر بیگم

بنام

سگی عرف نازما بیگم و دیگر

(جعفر امام، اے کے سارکر اور کے این وانچو، جسٹس صاحبان)

حاضری ملزم ۔بچے کی بازیافت کیلئے درخواست۔ عدالت کا فرض۔ متبادل دادرسی ۔ اگر کوئی روک ہے۔ قابلِ اطلاق اصول۔
مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (V بابت 1898)، دفعہ 491

ایک ناجائز لڑکی کی غیر شادی شدہ سنی مسلمان ماں نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے تحت جواب دہندگان سے بچے کی بازیافتی کے لیے درخواست دی ۔

مانا گیا کہ مسلم قانون کے تحت ایک ناجائز نوزائیدہ بچے کی ماں اس کی تحویل کی حقدار ہے۔ایسے بچے کو اس کی ماں کی تحویل میں بحال کرنے سے انکار کے نتیجے میں یہ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے معنی میں بچے کی غیر قانونی حراست ہوگی۔ درخواست کے مقصد کے لیے بچے کی پدرانہ حیثیت پر تنازعہ غیر متعلقہ ہے۔اگر صوابدید کا عدالتی طور پر استعمال نہیں کیا گیا تو عدالت عظمیٰ ،عدالت عالیہ کے صوابدیدی اختیارات میں مداخلت کرے گی۔

یہ بھی مانا گیا کہ بچے کی تحویل کا حکم دینے سے پہلے عدالت سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس کی فلاح و بہبود پر غور کرے۔

مزید کہا گیا کہ یہ حقیقت کہ ایک شخص کے پاس گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ کے تحت دادرسی کا اختیار ہے، لیکن اسے مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے تحت تدارک سے انکار کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مزید کہا گیا کہ رٹ حاضری ملزم جاری کرنے میں عدالتوں کو ایک نوزائیدہ بچے کے معاملے میں یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کی تحویل کو کسی خاص شخص کے پاس رکھنے کی ہدایت دے۔

ملکہ بمقابلہ کلارک، 7 (1857) ای ایل اور بی ایل I86 اور کنگ بمقابلہ گرین ہل، (1836) اے ڈی اور ای 624، پر انحصار کیا۔

زرہ بی بی بمقابلہ عبد الرزاق،XII (1910) بوم۔ ایل آر 891 ؛ سبھوسوامی گونڈن وی کے کاماکشی امال،(1930) آئی ایل آر 53 مدراس۔ 72 اور راما آئیر بمقابلہ نٹا راجہ آئیر، اے۔ آئی۔ آر۔ 1948 مدراس۔294 ، کاحوالہ دیا گیا۔

فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار :فوجداری اپیل نمبر11 بابت1959

1958 کی فوجداری درخواست نمبر 508 میں بمبئی عدالت عالیہ کے 30 اپریل 1958 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے :کے ایم دیسائی اور آئی این شراف۔

جواب دہندگان نمبر 1 سے 4 اور 6 کے لیے: گنپی رائے۔

مدعا علیہ نمبر 5 کے لیے: کے ایل ہاتھی اور آر ایچ دھبر۔

27اگست1959 ۔عدالت کا فیصلہ جسٹس سارکر کے ذریعے سُنایا گیا

جسٹس سارکر ۔اپیل کنندہ ایک غیر شادی شدہ سنی مسلم خاتون ہے۔اس کا ایک نوزائیدہ ناجائز بچہ ہے جس کا نام انجم ہے۔اپیل کنندہ نے بمبئی میں مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے تحت عدالت عالیہ میں جواب دہندگان سے بچے کی تحویل کی بازیافت کے لیےدرخواست دی ۔ درخواست مسترد کر دی گئی تھی۔اس لیے یہ اپیل ہمارے سامنے ہے۔

اپیل کنندہ کا مقدمہ اس طرح ہے:وہ پنا بائی کی بیٹی ہے۔ مدعا کنز بیگم پنا بائی کی بہن ہیں۔کنز بیگم، جس سے مدعا علیہ کہنا صحیح ہوگا،نے پنا بائی سے اپیل کنندہ کو لے کر اس کی پرورش کی۔ 1951سے پہلے مدعا علیہ نے اسے دو افراد کی تحویل میں رکھا تھا اور اس طرح اس نے اپنے لیے مالی فائدہ اٹھایا تھا۔ 1951میں اپیل کنندہ کی ملاقات ایک ترویدی سے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہوئی اور تب سے وہ مسلسل اس کی خصوصی نگہداشت میں رہ رہی تھی۔اپیل کنندہ 1954 تک جبل پور میں ترویدی کے ساتھ رہی۔ 4 ستمبر 1952 کو مذکورہ ترویدی کے ہاں انجم نامی بچی پیدا ہوئی۔نومبر 1953 میں اس نے یوسف عرف بابل کے نام سے ایک اور بچے کو جنم دیا۔ 1954میں اپیل کنندہ ،اس کے ساتھ دو بچے، اس کی ماں جو اس کے ساتھ رہ رہی تھی، ترویدی جبل پور چھوڑ کر بمبئ میں رہنے آئے۔بمبئ آنے کے بعد، تریویدی کچھ عرصے تک اپنے رشتہ داروں کے ساتھ رہے کیونکہ انہیں خود کی رہائش نہیں مل سکی تھی۔اس دوران، اپیل کنندہ اپنے بچوں اور ماں کے ساتھ مدعا علیہ کے ساتھ رہی جو اس وقت بمبئ میں رہ رہا تھا، لیکن ترویدی مدعا علیہ کی رہائش گاہ پر روزانہ اپیل کنندہ کے پاس جاتا تھا۔جنوری 1956 میں اپیل کنندہ نے تریویدی سے تیسرا بچہ پیدا کیا جس کا نام یونس عرف چندو تھا۔یونس کی پیدائش کے بعد، تریویدی اپیل کنندہ، اس کی ماں اور دو چھوٹے بچوں کو بمبئ کے قریب ایک ہل اسٹیشن کھنڈالا لے گیا اور پارٹی وہاں تین یا چار ماہ تک رہی۔جس وقت اپیل کنندہ کھنڈالا گیا تھا، مدعا علیہ عارضی ویزا پر پاکستان گیا اور وہ بچے انجم کو غالبا اپیل کنندہ کی رضامندی سے اپنے ساتھ لے گیا، کھنڈالا سے واپس آنے کے بعد، تریویدی میرین ڈرائیو، بمبئ میں اپنے لیے ایک فلیٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اپیل کنندہ اپنی ماں اور دو بیٹوں کے ساتھ وہاں اس کے ساتھ رہنے لگی۔ اپیل گزار، اس کے دو چھوٹے بچوں اور ماں کے ساتھ وارڈن روڈ، بمبئ کے ایک اور فلیٹ میں چلی گئ اور تب سے وہاں ان کے ساتھ رہ رہی ہے۔مدعا علیہ انجم کے ساتھ پاکستان سے واپس آنے کے بعد، اپیل کنندہ جو اس کے بعد میرین ڈرائیو کے فلیٹ میں چلی گئ تھی، نے مدعا علیہ سے انجم کو اس کے پاس بھیجنے کو کہا لیکن مدعا علیہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔تب سے مدعا علیہ بچے انجم کی تحویل اپیل گزار کو واپس کرنے سے انکار کر رہا ہے۔

ان حالات میں، اپیل کنندہ نے 18 اپریل 1958 کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے تحت اپنی درخواست دی ۔اس نے کہا کہ اسے خدشہ ہے کہ مدعا علیہ انجم کو کسی بھی دن پاکستان لے جائے گا اور اس مقصد کے لیے انجم کے لیے پہلے سے ہی ویزا دستیاب تھا۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ فریقین کے درمیان تعلقات کے پیش نظر انہوں نے پہلے اس معاملے کو عدالت میں نہیں لایا تھا۔درخواست کی تاریخ پر مدعا علیہ پاکستان سے باہر تھی۔تاہم وہ بچی انجم کو اپنے ساتھ

چھوڑ گئی تھی۔اپیل کنندہ نے کہا کہ مدعا علیہ نے اپنی بہن بی بی بانو اور مؤخر الذکر کے شوہر محمد یعقوب منشی سے بچے کی دیکھ بھال کرنے کو کہا تھا۔لہذا اپیل کنندہ نے صرف ان چار افراد کو ہی اس کی درخواست میں جواب دہندگان بنایا ہیں۔بعد

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں، مدعا علیہ کے بمبئی واپس آنے پر، اسے بھی درخواست میں فریق بنایا گیا۔دیگر مدعا علیہان نے عدالت عالیہ میں دلیل دی کہ ان کا بچے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہیں غیر ضروری طور پر درخواست میں فریق بنایا گیا ہے۔وہ اس اپیل میں پیش نہیں ہوئے ہیں۔ تاہم یہ واضح ہے کہ جب درخواست دی گئی تھی تو انہوں نے بچے انجم کی تحویل اپیل گزار کو نہیں دی تھی اور ان کی طرف سے دائر کیے گئے حلف نامے میں کوئی شک نہیں کہ ان کی ہمدردی مدعا علیہ کنز بیگم کے ساتھ ہے۔ریاست بمبئی کو بھی درخواست کا جواب دہندہ بنایا گیا تھا، لیکن یہ محض دستوری معاملہ تھا۔ ریاست کو اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اور اس نے سماعت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

مدعا علیہ نے درخواست گزار کی درخواست میں لگائے گئے کچھ الزامات کی درستگی سے انکار کرتے ہوئے درخواست کی مخالفت کی۔اس نے اس بات سے انکار کیا کہ تریویدی بچی انجم کا باپ تھا اور کہا کہ اس کا باپ سامین نقی نامی ایک شیعہ مسلمان تھا۔اس نے کہا کہ اپیل کنندہ کی والدہ نے اپیل کنندہ کو اس سے بہت کم عمر میں اس کی پرورش کرنے کے لیے دیا تھا کیونکہ اس کے پاس خود ایسا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اور تب سے اپیل کنندہ پورے وقت اس کے ساتھ رہ رہی تھی اور 1956 میں پاکستان میں اس کی عارضی غیر موجودگی کے دوران ہی تریویدی کے ساتھ اپنا فلیٹ پر چھوڑا تھا۔اس نے اس بات سے انکار کیا کہ اس نے اپیل کنندہ کو کسی بھی شخص کی تحویل میں رہنے کیلئے چھوڑا تھا جیسا کہ مؤخر الذکر نے مبینہ الزام لگایا تھا۔اس نے دعوی کیا کہ اس کا ارادہ تھا کہ اپیل کنندہ شادی کرے اور صاف ستھری اور قابل احترام زندگی گزارے لیکن دوسرے اثرات اس پر مرتب ہوئے اور وہ تریویدی کے ساتھ اس کی رکھیل کے طور پر رہنے چلی گئی۔اس نے اس بات سے انکار کیا کہ اس نے اپیل کنندہ کو بچے انجم تک رسائی سے روک دیا تھا جیسا کہ بعد میں کہا گیا تھا۔اس نے دعوی کیا کہ وہ بڑی دیکھ بھال اور استقامت کے ساتھ بچی انجم کی دیکھ بھال کر رہی تھی، اور اسے ایک اچھے اسکول میں ڈال دیا تھا اور اس کے لیے ایک خاص آیا رکھی تھی۔اس نے یہ بھی کہا کہ وہ اچھی حالت میں ہے اور اس کے پاس بچے کی اچھی دیکھ بھال کے لیے کافی وسائل موجود ہیں۔اس نے دعوی کیا کہ اپیل کنندہ کے ساتھ رہنا بچے کے مفاد میں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وہ ایک ایسے شخص کی نگہداشت میں رہ رہی ہے جو اسے باہر نکال سکتا ہے اور پھر اسے دوسرے آدمی سے تحفظ حاصل کرنا پڑے گا۔اس نے کہا کہ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے اور وہ انجم سے پیار کرتی ہے جسے وہ اپنے بچے کی طرح مانتی رہی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا کہ اس معاملے میں مختلف متنازعہ سوالات اٹھائے گئے ہیں، خاص طور

یہ بھی کہ کیا اس نے اپیل کنندہ کو بچے تک رسائی حاصل کرنے سے روکا تھا۔فاضل ججوں نے مشاہدہ کیا کہ دفعہ 491کے تحت درخواست میں،اس طرح کے متنازعہ حقائق پر نتائج ریکارڈ کرنااس عدالت کا کام نہیں تھا، اور یہ کہ، ان حالات میں، اپیل کنندہ کے لیے مناسب فورم بچے کی تحویل کے لیے گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ کے تحت سول عدالت کا رخ کرنا تھا۔فاضل ججوں نے مزید کہاکہ وہ پہلی نظر میں مطمئن ہیں کہ بچے کو جواب دہندگان نے غیر قانونی اور نامناسب طور پر تحویل میں نہیں رکھا تھا۔اس لیے انہوں نے اپیل کنندہ کی درخواست مسترد کر دی۔

ہم عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کے نقطہ نظر کی تعریف کرنے سے قاصر ہیں۔ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ان کی طرف سے مذکور متنازعہ حقائق درخواست کے فیصلے سے مکمل طور پر غیر متعلقہ تھے۔ہمیں اس معاملے سے متعلق ایک بھی حقیقت نہیں مل سکی ہے جو تنازعہ میں ہے۔حقائق، جو بہت زیادہ واضح اور تنازعہ سے بالاتر ہیں، یہ ہیں۔بچہ انجم اپیل کنندہ جو ایک مسلم خاتون ہےکی ناجائز بیٹی ہے۔بچے کی عمر درخواست کی تاریخ پر چھ سال سے کم تھی اور اب اس کی عمر صرف سات سال سے زیادہ ہے۔اپیل کنندہ پیشے کے لحاظ سے ایک گلوکارہ لڑکی ہے اور اسی طرح مدعا علیہ بھی ہے۔اپیل کنندہ نے اپنے بیان حلفی میں کہاکہ مدعا علیہ ایک آدمی کی تحویل میں تھی اور مدعا علیہ نے اس کی تردید نہیں کی ہے۔یہ مدعا علیہ کا معاملہ نہیں ہے کہ وہ ایک شادی شدہ عورت ہے جو قابل احترام زندگی گزار رہی ہے۔درحقیقت وہ تسلیم کرتی ہے کہ اس نے اجازت دی تھی۔ترِویدی نے اپیل گزار کے ساتھ اس کے فلیٹ میں اپنی رکھیل کے طور پر رہنے کے لیے اس سے" رہنےاور کھانے پینے "کے لیے پیسے لیے۔ترِویدی نے ایک بیان حلفی میں قسم کھائی ہے جس میں بچے کی پدرانہ حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور اسے اپنے بچے کے طور پر مناسب طریقے سے پالنے کے لیے کہا گیا ہے۔وہ کافی وسائل کا حامل آدمی ہے اور اپیل کنندہ کافی عرصے سے اس کے ساتھ اس کی رکھیل کے طور پر رہ رہی تھی۔

ان غیر متنازعہ حقائق پر قانون کا موقف بالکل واضح ہے۔مسلم قانون کے تحت جس کااطلاق اس معاملے پر ہوتا ہے، اپیل کنندہ انجم کی تحویل کا حقدار ہے جو اس کی ناجائز بیٹی ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انجم کا باپ کون ہے۔مدعا علیہ کو بچے کی تحویل کا کوئی قانونی حق نہیں ہے۔بچے کو اپیل کنندہ کے حوالے کرنے سے اس کے انکار کے نتیجے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

میں بچے کو دفعہ 491 کے تحت غیر قانونی طور پر تحویل میں لیا گیا۔ یہ عمل انگریزی کیسوں میں تسلیم کی گئی ہے جو حاضری ملزم کی رٹوں سے متعلق نابالغ بچوں کو پیش کرنے کیلئے ہے۔

ملکہ بمقابلہ کلارک ،لارڈ کیمبل، سی جے نے صفحہ 193 پر کہا:۔"لیکن پرورش کے لیے سرپرستی میں بچے کو دینے کے حوالے سے، بچے کو غیر قانونی طور پر اس وقت قید میں لیا گیا سمجھا جائے گا،جب اسے غیر قانونی طور پر سرپرست کی تحویل سے لیا جائے ؛ اور جب اس سے حوالے کیا جائے،تو بچے کو آزاد کر دیا جانا چاہیے۔

"ہمارے ملک کی عدالتوں نے مستقل طور پر یہی نظریہ اختیار کیا ہے۔اس مقصد کے لیے یہاں درج ذیل بھارتیہ مقدمات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔دفعہ 491 کی قیود واضح طور پر کیس پر لاگو ہوگی اور اپیل کنندہ اس حکم کی حقدار ہے جو اس نے مانگا تھا۔

نامناسب طور پر حراست میں نہیں رکھا گیا تھا۔فاضل ججوں نے اپنے نقطہ نظر کی حمایت میں کوئی وجہ نہیں بتائی ہے اور ہم اپنے ذہن میں واضح ہیں کہ یہ نظریہ قانون میں غیر مستحکم ہے۔

حکم دینے سے پہلے عدالت سے یقینی طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ متعلقہ بچے کی فلاح و بہبود پر غور کرے۔اب یہ سوچنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ بچی انجم مدعا علیہ کے ساتھ رکھنا اسکے مفاد میں ہے۔اس سلسلے میں یہ بتانا مناسب ہے کہ عدالت عالیہ میں کارروائی کے کسی مر بندوبستے پر فریقین ایک سمجھوتے پر پہنچے ہیں جس کے تحت اس بات پر اتفاق کیا گیا تھا کہ بچہ انجم اپیل گزار کی تحویل میں ہوگی اور مدعا علیہ کو بچے تک رسائی حاصل ہوگی۔تاہم عدالت عالیہ کے فاضل جج اس بندوبست کے قیود پر حکم دینے کے لیے تیار نہیں تھے کیونکہ جیسا کہ انہوں نے کہا،" ایسا لگتا ہے کہ یہ نابالغ کے مفاد اور فلاح و بہبود میں نہیں ہے"انہونے ایک بار پھر اپنے خیال کی کوئی وجہ نہیں بتائی ہیں۔دونوں فریقین کا تعلق گلوکاری کرنے والی لڑکیوں کی برادری سے ہے۔دونوں کے گھر کا ماحول ایک جیسا ہے۔ماں کے طور پر اپیل کنندہ سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ جواب دہندہ کے مقابلے بچے کی بہتر دیکھ بھال کرے۔ترویدی نے بچے کی پدرانہ حیثیت کو تسلیم کیا ہے۔لہذا قانوناً بچہ اُس کے ذریعے نان ونفقہ کا دعوی کر سکتا ہے جسے مدعا علیہ کے خلاف ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہم ایک بھی وجہ تلاش نہیں کر سکے ہیں کہ بچے کے مفادات کی بہتر خدمت کیسے ہوگی اگر اسے مدعا علیہ کی تحویل میں چھوڑ دیا جائے نہ کہ اپیل کنندہ کے پاس۔

ہمیں مزید کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اپیل کنندہ کو بچے کی تحویل کی وصولی کے لیے گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ کے تحت آگے بڑھنے کے لیے کیوں کہا جانا چاہیے تھا۔اسے یقینا ایسا کرنے کا حق حاصل تھا۔لیکن اسے مجموعہ کی دفعہ 491 کے تحت بچے کی تحویل کے حکم کا بھی واضح حق حاصل تھا۔ یہ حقیقت کہ اسے گارڈینز اینڈ وارڈز ایکٹ کی دفعہ .491 کے تحت حق سے محروم کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔یہ اچھی طرح سے قائم ہے جیسا کہ اس کے بعد مذکور مقدمات سے ظاہر ہو گا۔

مدعا علیہ کے فاضل وکیل نے کہا، ہمیں عدالت عالیہ کے حکم میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ ایک صوابدیدی حکم تھا۔تاہم فاضل ججوں نے کوئی وجہ نہیں بتائی جس کی وجہ سے وہ اپنی صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے ایسا کرتے رہے۔ہم مطمئن نہیں ہیں کہ صوابدید کا عدالتی طور پر استعمال کیا گیا۔

ہم اپنے فیصلہ میں واضح ہیں کہ عدالت عالیہ کا فیصلہ غلط تھا اور اسے کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔انگلینڈ میں یہ مزید اچھی طرح سے قائم ہے کہ رٹ حاضری ملزم جاری کرنے میں عدالت کو ایک نوزائیدہ بچے کی صورت میں یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی تحویل کو کسی خاص شخص کے ساتھ رکھنے کی ہدایت دے۔کنگ بمقابلہ گرین ہل میں لارڈ ڈین مین، چیف جسٹس نے کہا:

"جب کسی بچے کو رٹ حاضری ملزم کے ذریعے عدالت کے سامنے لایا جاتا ہے، اگر وہ انتخاب کرنے کی عمر کا ہے، تو عدالت اسے یہ انتخاب کرنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے کہ وہ کہاں جائے گا۔اگر وہ اس عمر کا نہیں ہے، اور ہدایت کی کمی سے اسے صرف خطرات یا لالچ کا سامنا کرنا پڑے گا، تو عدالت کو اسے مناسب تحویل میں دینے کا حکم دینا چاہیے۔ "

یہ بھی ملاحظہ کریں۔ملکہ بمقابلہ کلارک ۔ہالسبری کے انگلینڈ کے قوانین میں، جلد۔IX ، دفعہ۔ 1201 صفحہ 702 پر یہ کہا گیا ہے؛

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

" جہاں، جیسا کہ بچوں کے معاملے میں اکثر ہوتا ہے، ایک ہی فرد کی تحویل کے متضاد دعوے اٹھائے جاتے ہیں، اس طرح کے دعووں کی حاضری،ملزم، اور مناسب" شخص "کو دی گئی تحویل۔

دفعہ 491 واضح طور پر حبس کارپس کی نوعیت کی ہدایات سے متعلق ہے۔لہذا رٹ حاضری ملزم کے معاملے پر لاگو انگریزی اصول یہاں لاگو ہوتے ہیں۔درحقیقت ہمارے ملک کی عدالتیں ہمیشہ دفعہ 491 کے تحت ہدایت دینے کے اختیار کا استعمال کرتی ہے۔کسی مناسب صورت میں کہ بچے کی تحویل درخواست گزار کے حوالے کی جائے ملاحظہ کریں:راما آئیر بمقابلہ نٹراج آئیر، زرابی بی بمقابلہ عبد الرزاق ، اور سبھوسوامی گونڈن بمقابلہ کاماکشی امال ۔اگر عدالتوں کے پاس یہ اختیار نہیں ہوتا، تودفعہ 491کے تحت دادرسی بچوں کے معاملے میں اکثر بے نتیجہ ہوجاتی۔

اس لیے ہم عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ریاست بمبئی کے علاوہ دیگر جواب دہندگان کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ بچے انجم کی تحویل اپیل گزار کو سونپ دیں۔بچے کو مدعا علیہان کے ذریعے رجسٹرار، اپیل لیٹ سائیڈ، بمبئی عدالت عالیہ کے سامنے پیش کیا جائے، اور رجسٹرار اپیل گزار کو تحویل میں دے گا۔جواب دہندگان کے ذریعے اس عدالت میں جمع کردہ بچے انجم کے حوالے سے پاسپورٹ اپیل کنندہ کے لیے ریکارڈ پر موجود ایڈوکیٹ کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔گریٹر بمبئی کے باہر بچی انجم پر امتنائی روک اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ اسے اپیل کنندہ کے حوالے نہیں کیا جاتا۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document